ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

شادی شدہ زانی وزانیہ کی سزا رجم یا سو کوڑے مولانا اصلاحی کے نقطہ نظر کا جائزہ

THE PUNISHMENT FOR A MARRIED ADULTERER AND ADULTERESS: STONING OR ONE HUNDRED LASHES A REVIEW OF MAULANA ISLAHI'S POINT OF VIEW

Dr Imran Sajid
Assistant Professor of Islamic Studies, Basic Sciences and Humanities Department, UET (KSK) Lahore.
Imran.sajid@uet.edu.pk
Dr. Muhammad Usman Khalid
Assistant Professor of Islamic Studies, Basic Sciences and Humanities Department, MNS UET Multan. https://orcid.org/0000-0001-6391-8474
drusmankhalid@mnsuet.edu.pk

Abstract:

Amin Ahsan Islahi's view on rajm departs fundamentally from the established Prophetic and juristic understanding of Islamic criminal law. He argues that rajm was not a fixed legal punishment (ḥadd) for married adulterers but a discretionary penalty imposed only on habitual offenders who posed a threat to social order. This reinterpretation, however, lacks explicit textual support from the Sunnah. Authentic hadith literature consistently shows that the Prophet ﷺ treated marital status (iḥṣān) as the decisive legal criterion in cases of zinā. In several rigorously authenticated narrations, the Prophet ﷺ explicitly asked whether the accused was married before determining the punishment. No report indicates that habitual criminality, public nuisance, or professional immorality was investigated or treated as the legal cause of rajm. Islahi's claim that Maʿiz b. Mālik was a habitual offender is based on inference rather than clear evidence. The strong language used by the Prophet ﷺ in certain narrations serves as general admonition and deterrence for the community, not as a factual description of Maʿiz's character. Other authentic reports explicitly affirm the sincerity and عظمت of Maʿiz's repentance, which contradicts the notion of persistent criminal behavior. Furthermore, the absence of immediate supplication after the execution does not indicate condemnation; it reflects a juridical context, as other narrations confirm that the Prophet ﷺ later praised the repentance of those who were punished. In sum, Islahi's theory redefines the legal cause of rajm without prophetic precedent and stands in opposition to the consistent practice of the Prophet ﷺ and the unanimous understanding of the classical juristic tradition.

Keywords: Rajm, Zina, Prophet Sunnah, Legal Cause

اصلاحی صاحب کی نظر میں رجم کی سزا قرآن سے ثابت ہے۔ لیکن اس کے لیے وہ 'مناط حکم' محض شادی شدہ ہونا قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے ہاں رجم کی سزا آیت محاربہ کے تحت دی جائے گی۔ یعنی ان کے ریاست ایک فرد کو محض شادی شدہ ہونے کی بناء پر رجم نہیں کرے گی بلکہ اگر ریاست سمجھے کہ اس فرد کے جرم کی نوعیت ایسی ہے کہ اسے برے طریقے سے قتل کر دیا جائے تو اسے آیت محاربہ کے تحت قتل یا رجم کیا جا سکتا ہے۔ اس حوالہ سے انھوں نے روایتی نقطہ نظر یہ جو اعتراضات کیے ہیں ان کا جائزہ لیتے ہیں۔

سورۃ نور کی آیت جلد کے بعد 'رجم' کا حکم منسوخ ہو گیا

مولانا اصلاحی نے اپنی کتاب 'تدبر حدیث' میں مؤطا امام مالک کی حدیث نقل فرمائی ہے۔ جس میں یہودی مرد اور عورت کے زنا کے واقعہ کی تفصیل بیان ہوئی ہے:

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور بتایا کہ ان میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم تورات میں رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم انہیں رسوا کرتے ہیں اور کوڑے مارتے ہیں، اس پر حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے، چنانچہ وہ تورات لے آئے اور اسے کھولا تو ایک شخص نے آیتِ رجم پر ہاتھ رکھ لیا اور اس سے پہلے اور بعد کا متن پڑھنے لگا، حضرت عبد اللہ بن سلامؓ نے کہا اپنا ہاتھ اٹھاؤ، جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو اس میں آیتِ رجم موجود تھی، اس پر انہوں نے کہا کہ اے محمد ﷺ! عبد اللہ بن سلامؓ نے سچ کہا، اس میں آیتِ رجم موجود ہے،

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور ان دونوں کو رجم کر دیا گیا، اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ وہ مرد عورت پر جھکا ہوا تھا اور اسے پتھروں سے بچانے کی کوشش کر رہا تھا، امام مالک کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس پر جھک گیا تھا یہاں تک کہ پتھر اس پر آ رہے تھے۔ (1)

مولانا اصلاحی یہ حدیث رقم کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر آتا ہے کہ اہل کتاب اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ لائیں تو ان کے معاملات میں آپ دخل دینے کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ یہود آنحضرت ﷺ کے پاس اپنے مقدمات شرارت کے لیے لاتے تھے کہ اگر فیصلہ اپنی منشا کے مطابق ہوا تو مانیں گے، اور نہ گریز کر جائیں گے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب مدینہ اور اس کے نواح میں اسلام کا انتظام بحیثیت مجموعی تو قائم ہو گیا تھا لیکن ابھی بعض قبائل خصوصاً اہل کتاب اپنے معاملات اپنی مقامی عدالتوں میں ہی لے کر جاتے تھے اور ان پر پورے طور پر کنٹرول نہیں تھا۔ اس کو عبوری دور کی بات کہہ سکتے ہیں، یہ کامل غلبے سے پہلے کی بات ہے۔ یہود اس زمانے میں یہ مقدمہ اس لیے لائے ہوں گے کہ ممکن ہے ہمارے منشا کے مطابق فیصلہ ہو جائے۔ یہود تورات میں تحریف کر چکے تھے۔ معلوم ہوتا ہے وہ زانی کا منہ کالا کر کے یا کچھ پٹائی کر کے اس کی رسوائی کر دیتے تھے لیکن اس کو رجم نہیں کرتے تھے۔ دوسری صورت یہ بھی تھی کہ اگر کوئی صاحب عزت و جاہ مجرم ہوتا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے دریافت کرنے پر کہ کیا تورات میں زانی کے لیے رجم کا حکم نہیں ہے، یہودیوں نے انکار کر دیا تو عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے، جو یہودیت کو ترک کر کے مسلمان ہو چکے تھے اور ان کے گھر کے بھیدی تھے، ان کو دھر لیا اور یہود کی کتمان حق کی کوشش کے باوجود ثابت کیا کہ زانی کے لیے تورات میں رجم کا حکم ہے۔ آخر کار ان کو آنحضرت ﷺ کے سامنے اعتراف کرنا پڑا۔

تورات کا کتاب ال 'ہی ہونا مسلم تھا۔ اس معاملہ میں دونوں فریق یہودی تھے لہٰذا کوئی پیچیدگی بھی نہیں تھی۔ آنحضرت ﷺ نے فیصلہ تورات کے مطابق کر دیا۔ اور اس روایت سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ تورات میں زانی کے لیے رجم کا حکم تھا۔ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس دور میں اپنے ہاں بھی لوگوں کو اس قانون کے تحت سزائیں دی ہوں۔ یہ دستور رہا ہے کہ جن معاملات میں شریعت اسلامی کا کوئی واضح حکم نہیں ہوتا تھا اس میں آپ اہل کتاب کے احکام پر عمل کرتے تھے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ جب تک کوئی نص صریح وارد نہ ہوا ہو آپ زنا کے مجرموں کو رجم کرتے رہے ہوں۔ (2)

اصلاحی صاحب یہ واقعہ نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ

"ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس دور میں اپنے ہاں بھی لوگوں کو اس قانون کے تحت سزائیں دی ہوں۔"

اصلاحی صاحب کو اتنا بڑا دعویٰ کرتے ہوئے 'ہو سکتا ہے' کہنے کے بجائے کوئی حتمی بات کہنی چاہیے تھی۔ ان کے موقف کے مطابق یہودی مرد و عورت کو رجم کا واقعہ سورۃ نور میں کوڑوں کے حکم کے نزول سے پہلے ہونا چاہیے۔

اس حوالہ سے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ یہودیین کے رجم کا واقعہ 8 ہجری میں فتح مکہ کے بعد پیش آیا اور عبد اللہ بن الحارث بن الجراح فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جنھوں نے ان دونوں کو رجم کیا تھا۔ (3)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ مسلمان ہو کر فتح مکہ کے بعد اپنے والد کے ساتھ مدینہ تشریف لائے تھے۔

یہ دونوں یہودی اہل فدک میں سے تھے اور اس فیصلے کو اہل خیبر نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا تھا اور ظاہر ہے کہ اس وقت خیبر مسلمانوں کے زیر نگیں آ چکا تھا حتیٰ کہ علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کو "أحكام أهل الذمة" میں نقل کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس وقت یہودِ خیبر ذمی بن چکے تھے۔ (4)

اگر یہ بات طے ہو جائے کہ یہودیین کو رجم کرنے کا واقعہ سورۃ نور کے نزول کے بعد کا ہے تو پھر اصلاحی صاحب کے موقف کا پورا قصر زمین بوس ہو جاتا ہے۔ اس حوالہ سے سورۃ مائدہ کی آیت 41 سے اگلی آیات انتہائی اہم ہیں۔ ان آیات کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

---

(1) مالك بن أنس، موطأ مالك، باب الحدود في الزنا، رقم الحديث: 694

(2) إصلاحي، امين احسن، تدبر حديث، شرح مؤطا امام مالک، (لاهور: اداره تدبر قرآن و حديث، 2000ء)، ص: 212

(3) الهيثمي، أبو الحسن نورالدين، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، (القاهرة: مكتبة القدسي، 1994ء)، 6 : 27

(4) باب الرجم في البلاط، 11 : 153

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

﴿يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ لَا يَحْزُنكَ الَّذِينَ يُسَارِعُونَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِينَ قَالُوا آمَنَّا بِأَفْوَاهِهِمْ وَلَمْ تُؤْمِن قُلُوبُهُمْ ۛ وَمِنَ الَّذِينَ هَادُوا ۛ سَمَّاعُونَ لِلْكَذِبِ سَمَّاعُونَ لِقَوْمٍ آخَرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ ۖ يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ مِن بَعْدِ مَوَاضِعِهِ ۖ يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَٰذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا ۚ وَمَن يُرِدِ اللَّهُ فِتْنَتَهُ فَلَن تَمْلِكَ لَهُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَمْ يُرِدِ اللَّهُ أَن يُطَهِّرَ قُلُوبَهُمْ ۚ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۖ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾[5]

"اے پیغمبرؐ! تمہارے لیے باعث رنج نہ ہوں وہ لوگ جو کفر کی راہ میں بڑی تیز گامی دکھا رہے ہیں خواہ وہ اُن میں سے ہوں جو منہ سے کہتے ہیں ہم ایمان لائے مگر دل اُن کے ایمان نہیں لائے، یا اُن میں سے ہوں جو یہودی بن گئے ہیں، جن کا حال یہ ہے کہ جھوٹ کے لیے کان لگاتے ہیں، اور دوسرے لوگوں کی خاطر، جو تمہارے پاس کبھی نہیں آئے، سن گن لیتے پھرتے ہیں، کتاب اللہ کے الفاظ کو اُن کا صحیح محل متعین ہونے کے باوجود اصل معنی سے پھیرتے ہیں، اور لوگوں سے کہتے ہیں کہ اگر تمہیں یہ حکم دیا جائے تو مانو نہیں تو نہ مانو جسے اللہ ہی نے فتنہ میں ڈالنے کا ارادہ کر لیا ہو تو اس کو اللہ کی گرفت سے بچانے کے لیے تم کچھ نہیں کر سکتے، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پاک کرنا نہ چاہا، ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں سخت سزا۔"

سورۃ مائدہ کی یہ اور اس سے اگلی آیات میں یہود بین کے اسی قصے کی طرف واضح اشارات موجود ہیں۔ اور معلوم ہونا چاہیے کہ کلاسیکل مفسرین سورۃ مائدہ کو حدیبیہ کے بعد اسلامی احکام کے آخری دور سے متعلق قرار دیتے ہیں۔ اور بہت سے مفسرین وضاحت کرتے ہیں کہ یہ آیات یہود بین کے اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"وَالصَّحِيحُ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي اليهوديَّيْنِ اللَّذَيْنِ زَنَيَا"[6]

"زنا کرنے والے یہودی مرد و عورت کے واقعے کے بارے میں نازل ہوئیں۔"

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"وَقِيلَ: إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي زِنَى الْيَهُودِيَّيْنِ وَقِصَّةِ الرَّجْمِ، وهذا أصح الأقوال"[7]

"ایک رائے یہ ہے کہ یہ آیت یہود بین کے زنا اور قصہ رجم سے متعلق نازل ہوئی۔ اور یہی قول صحیح ترین ہے۔"

اس ضمن میں سورۃ مائدہ کی اس آیت کا اگر جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آیت مدینہ میں اسلام کے عبوری دور کی ہر گز نہیں ہو سکتی:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[8]

" آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

اصلاحی صاحب اگر اس سورۃ کو عبوری دور کی سورۃ مانتے ہیں تو کسی ایک صحابی، تابعی یا متقدم مفسر کا حوالہ اپنے موقف کی تائید میں دے دیں۔

جب یہ متعین ہو گیا کہ رجم یہود بین سورۃ نور کے بعد ہوا تو پھر اصلاحی صاحب کی یہ بات کسی طور درست نہیں ہو سکتی کہ سورۃ نور میں آیت جلد کے نزول کے بعد تورات والا حکم منسوخ ہو گیا۔ اس کے بعد یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ رجم کے جو بقیہ واقعات ہیں وہ کس زمانہ کے ہیں۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ سورۃ نور کا نزول 5 یا 6 ہجری میں ہوا، جس میں قصہ افک کا تذکرہ ہے جو غزوۃ بنی مصطلق کے بعد پیش آیا اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ دلائل سے ثابت کرتے ہیں کہ غزوہ بنی مصطلق غزوہ احزاب سے پہلے 5 ہجری میں پیش آیا۔[9]

---

(5) سور المائدة، 41

(6) ابن كثير، أبوالفداء إسماعيل بن عمر، تفسير القرآن العظيم (الرياض: دار طيبة للنشر والتوزيع، 1999ء)، 3 : 113

(7) القرطبي، أبو عبدالله محمد بن أحمد، الجامع لأحكام القرآن، (القاهرة: دار الكتب المصرية، 1964ء)، 6 : 176

(8) المائدة: 3

(9) العسقلاني، أحمد بن علي، فتح الباري بشرح البخاري، (مصر: المكتبة السلفية، 1390ھ) 7 : 232-233

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

جب حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا گیا تب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وہاں موجود تھے اور یہ معلوم ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنے والد کے ساتھ 9 ہجری میں مدینہ تشریف لائے۔ اگرچہ اس کی سند میں مقال ہے تاہم یہ بات ثابت ہے کہ یہ واقعہ رجم یہود بنین کے بعد کا ہے غامدیہ عورت اور مزدور کے رجم میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ شریک تھے جیسا کہ صحاح میں مذکور ہے اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فتح مکہ سے چند ماہ پہلے مسلمان ہوئے اور مدینہ پہنچے۔[10]

علاوہ ازیں وہ دو آدمی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زنا کا فیصلہ لے کر آئے تھے وہ اسی لیے آئے تھے کہ اس عسیف کے باپ کو سو کوڑوں کا علم ہوا تھا۔ ورنہ وہ تو اپنا فیصلہ کر چکے تھے۔ اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ تصریح کرتے ہیں کہ ہم اس وقت اس مجلس میں موجود تھے۔

جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کے بعد کا واقعہ ہے، اور وہ سات ہجری میں مسلمان ہوئے تھے۔

ان دلائل سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصلاحی صاحب کی یہ بات بہت کمزور ہے کہ

"تورات میں زانی کے لیے رجم کا حکم تھا۔ ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دور میں اپنے ہاں بھی لوگوں کو اس قانون کے تحت سزائیں دی ہوں۔"

اعتراض:2۔ دو سزائیں کیسے دی جا سکتی ہیں؟

شادی شدہ کے لیے رجم کا واضح حکم حدیث میں موجود ہے۔ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

»خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا:

الْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَ نَفْيُ سَنَةٍ،

وَالثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَالرَّجْمُ«[11]

"مجھ سے لے لو، اللہ نے زنا کی سزا کا راستہ مقرر کر دیا ہے:

کنوارے مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی،

اور شادی شدہ مرد و عورت کے لیے سو کوڑے اور رجم ہے۔"

مولانا اصلاحی نے اس روایت پر ایک اعتراض ان الفاظ میں کیا ہے:

اس روایت پر غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ اس میں کنوارے زانی کے لیے ایک ہی ساتھ کوڑے مارنے کی سزا کا حکم بھی ہے اور ایک سال کی جلاوطنی کا بھی۔ اسی طرح شادی شدہ کے لیے ایک ہی ساتھ کوڑے کی سزا بھی مذکور ہوئی ہے اور رجم کی سزا بھی۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا یہ دونوں سزائیں ساتھ ہی دی جائیں گی؟ اس کا جواب ہمارے فقہاء، حنفی اور شافعی دونوں، یہ دیتے ہیں کہ جلد اور رجم دونوں سزائیں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتیں اور حدیث میں کوڑے مارنے کی جو سزا مذکور ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے تعامل سے منسوخ ہو گئی، شادی شدہ کے لیے صرف رجم کی سزا ہے۔

غور کیجئے، عبادہ بن صامت کی یہی روایت ہے جس کے بل پر سورۃ النور کو منسوخ ٹھہرایا گیا حالانکہ قرآن کو قرآن کے سوا کوئی دوسری چیز منسوخ نہیں کر سکتی۔ پھر جب حدیث سے بھی بات نہیں بنی تو اس کو دوسری روایات سے منسوخ کر دیا گیا۔[12]

مولانا اصلاحی کا اعتراض یہ ہے کہ اس روایت میں کنوارے زانی و زانیہ کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ زانی و زانیہ کے لیے سو کوڑے اور رجم کی سزا کا تذکرہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ

1۔ اسی روایت کی بنیاد پر آیت کو منسوخ سمجھ لیا گیا۔

2۔ اس حدیث کے حکم پر پوری طرح عمل کیوں نہ ہوا؟ کہ کنوارے کے لیے ایک سال کی جلاوطنی اور شادی شدہ کے لیے سو کوڑوں کے حکم کو ترک کر دیا گیا۔

---

(10) محمد بن سعد، الطبقات الكبير، (القاهرة: مكتبة الخانجي، 2001ء)، ص: 252

(11) صحيح مسلم، كتاب الحدود، باب حد الزنا، رقم الحديث: 1690

(12) اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، (لاہور: فاران فاؤنڈیشن، 2009ء)، 5 : 388

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

اس ضمن میں پہلی گزارش یہ ہے کہ قرآن میں موجود سو کوڑوں کا حکم اس حدیث سے منسوخ نہیں ہوا بلکہ اس کے ذریعے اس آیت کی تخصیص ہوئی ہے۔ منسوخ تو تب ہوتا جب سو کوڑوں کی سزا کو سرے سے ختم کر دیا جاتا۔ جبکہ معلوم ہے کہ سو کوڑوں کی سزا کنوارے زانی کے لیے آج بھی تسلیم شدہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ، تابعین اور چاروں ائمہ میں سے کسی نے بھی اسے 'نسخ' نہیں کہا۔

فرض کیجئے کسی ریاست میں عام چوری کی سزا جرمانہ اور مسلح ڈکیتی کی سزا سزائے موت رکھی جاتی ہے۔ تو کیا اس سے یہ سمجھا جائے گا کہ عام چوری والی سزا منسوخ ہو گئی؟

دوسری بات یہ ہے کہ رجم ہونے والے شخص کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی یہ کس نے سمجھا ہے؟ آج کے کسی سکالر یا مولوی نے؟

ایسے فرد کو کوڑوں کی سزا نہیں دی جائے گی ساری امت نبی کریم ﷺ کے عمل سے یہی سمجھتی چلی آئی ہے۔ خلفائے راشدین اپنے عہد میں اسی پر عمل پیرا رہے ہیں۔

خلفائے راشدین کے عمل کی اصلاحی صاحب کے ہاں کیا حیثیت ہے آیئے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

ایک مفصل مضمون کے آخر میں جو "سنتِ خلفائے راشدین" کے عنوان سے فروری 1956ء کے "ترجمان القرآن" لاہور میں چھپا ہے، لکھتے ہیں:

"اب میں یہ بتاؤں گا کہ خلفائے راشدین کے اس طرح کے طے کردہ مسائل کو کیوں سنت کا درجہ دیتا ہوں، میرے نزدیک اس کے وجوہ مندرجہ ذیل ہیں:

.1 اس کی پہلی وجہ تو وہ حدیث ہے جس میں نبی ﷺ نے خود خلفائے راشدین کی سنت کو سنت کا درجہ بخشا ہے۔

.2 دوسری وجہ یہ ہے کہ اجماع ہمارے ہاں ایک شرعی حجت کی حیثیت رکھتا ہے اور اجماع کی سب سے اعلیٰ قسم اگر کوئی ہو سکتی ہے تو وہی ہو سکتی ہے جس کی مثالیں خلفائے راشدین کے عہد میں ملتی ہیں۔

.3 تیسری وجہ یہ ہے ابتدا سے خلفائے راشدین کے تعامل کو ملت میں ایک مستقل شرعی حجیت کی حیثیت دی گئی ہے---

4. چوتھی وجہ یہ ہے کہ دین کی تکمیل اگرچہ حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے سے ہوئی ہے لیکن امت کی اجتماعی زندگی میں اس کے مضمرات کا پورا پورا مظاہرہ حضرات خلفائے راشدین کے ہاتھوں ہوا---اس پہلو سے خلفائے راشدین کا دور گویا عہد رسالت ہی کا ایک ضمیمہ ہے اور ہمارے لیے وہ پورا نظام ایک مثالی نظام ہے جو ان کے مبارک ہاتھوں سے قائم ہوا۔ پس اس دور میں جو نظائر قائم ہو چکے ہیں، وہ ہمارے لیے دینی حجت کی حیثیت رکھتے ہیں اور ہمارے لیے ان سے انحراف جائز نہیں۔ (13)"

اگر خلفائے راشدین کا عمل اصلاحی صاحب کے ہاں سنت کا درجہ رکھتا ہے تو پھر خلفائے راشدین نے اسی طرح ہی سزائیں نافذ کی ہیں۔

اعتراض 3

حضرت ماعز رضی اللہ عنہ اور حضرت غامدیہ رضی اللہ عنہا کو حرابہ کے تحت سزا دی گئی۔

اصلاحی صاحب نے پہلے تو یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رجم کے واقعات سورۃ نور سے پہلے اور مدینہ کے عبوری دور کے ہیں۔ لیکن جب بات نہیں بنی تو کھینچ تان کے رجم کے واقعات کو سورۃ مائدہ کی آیت حرابہ کے تحت لے آئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ انھوں نے حضرت ماعز و غامدیہ رضی اللہ عنہما پر انتہائی وحشت ناک الزامات لگا دیئے ہیں۔ اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

نبی ﷺ کے عہد میں رجم کا سب سے زیادہ مشہور واقعہ ماعز کے رجم کا ہے۔ اس شخص کے بارے میں کتابوں میں جو روایات ملتی ہیں ان میں نہایت عجیب قسم کا تناقض ہے۔ بعض روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑا بھلا مانس تھا اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک نہایت بد خصلت گنڈا تھا۔ میری رہنمائی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رجم کی سزا دلوائی اور اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی، اس وجہ سے میں ان روایات کو ترجیح دیتا ہوں جن سے اس کا وہ کردار سامنے آتا ہے جس کی بنا پر یہ مستحق رجم ٹھہرا۔

آگے لکھتے ہیں:

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کسی غزوہ کے لیے نکلتے تو یہ چپکے سے دبک کے بیٹھ رہتا اور مردوں کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شریف بہوؤں بیٹیوں کا تعاقب کرتا۔ بعض روایات سے اس تعاقب کی نوعیت بھی واضح ہوتی ہے کہ اس طرح تعاقب کرتا جس طرح بکرا بکریوں کا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کو اس کی شرارتوں کی رپورٹ ملتی رہی، لیکن چونکہ کسی صریح قانون کی گرفت میں یہ نہیں آتا تھا اس وجہ سے آپؐ نے کوئی اقدام نہیں کیا۔ بالآخر یہ قانون کی

(13) عائلی کمیشن کی رپورٹ پر تبصرہ، ص 58

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

گرفت میں آگیا۔ آپؐ نے اس کو بلوا کر نہایت تیکھے انداز میں پوچھ گچھ کی۔ وہ تاڑ گیا کہ اب بات چھپانے سے نہیں چھپ سکتی اس وجہ سے اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا۔ جب یہ اقرار کر لیا تو آپؐ نے اس کے رجم کا حکم دے دیا اور اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔[14]

ضرورت اس امر کی ہے کہ ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ سے متعلق اس واقعہ کی تفصیلات سامنے رکھی جائیں تاکہ جرم کی صحیح نوعیت سامنے آسکے۔ دراصل رسول اللہ ﷺ تک حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کے زنا سے متعلق بات پہنچ چکی تھی لیکن آپ ﷺ نے ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو خود نہیں بلایا۔ ندامت اور پشیمانی سے جو ان کی حالت تھی اس کی وجہ سے، دوسری روایات کے مطابق، اس کی اپنی قوم نے اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہونے کا مشورہ دیا۔ صحیح مسلم کی اگلی روایت کے الفاظ بھی اس کی تائید کرتے ہیں کہ ان کی قوم کو ان کی سخت پشیمانی اور کرب کی کیفیت سے ان کی نجات کا یہی راستہ نظر آتا تھا کہ وہ اپنے گناہ کی سزا بھگت کر پاک ہو جائیں۔ بہت سے لوگ آج بھی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے کسی بڑے گناہ پر ناقابل برداشت پشیمانی میں مبتلا ہو کر شدید کرب میں مبتلا ہو جاتے ہیں، کئی پاگل ہو جاتے ہیں، کئی خودکشی تک کا ارتکاب کر لیتے ہیں۔ اس طرح کے نتائج سے بچنے کا راستہ یہی ہوتا ہے کہ پشیمان انسان اپنے گناہ کی سزا بھگت لے۔ رسول اللہ ﷺ ماعز رضی اللہ عنہ کے بارے میں بالکل نہیں چاہتے تھے کہ وہ سزا بھگتیں، آپ ﷺ نے بار بار انھیں واپس کیا، وہ پھر سے آجاتے تھے۔ اس مرحلے پر آپ ﷺ نے مزید یقین کے لیے تفصیلی سوال پوچھا کہ جو بات مجھے پہنچی ہے وہ سچ تھی۔ ماعز رضی اللہ عنہ نے صحیح جواب دینے کے لیے پورے ہوش و حواس اور عقلمندی سے سوال کی وضاحت چاہی کہ آپ ﷺ کو کیا بات پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کہ تم نے فلاں خاندان کی لونڈی کے ساتھ زنا کیا ہے۔'' انھوں نے کہا، ہاں۔ اور اپنے اعتراف کو چار دفعہ دہرایا۔ آپ ﷺ نے ان کو یہاں تک سمجھانے کی کوشش کی کہ وہ جس گناہ کی پشیمانی میں مبتلا ہیں وہ زنا کے عمل سے پہلے کا کوئی مرحلہ ہو گا۔ وہ نہیں مانے۔

دیگر کتب کی روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی قوم کے ہزال نامی جس شخص کے پاس وہ رہتے تھے، اس سے کہا: لَوْ سَتَرْتَهُ بِثَوْبِكَ يَا هَزَّالُ لَكَانَ خَيْرًا لَّكَ ''ہزال! اگر تم اسے اپنے کپڑے سے ہی چھپا لیتے، یعنی اس کی کیفیت قوم کے دوسرے افراد تک نہ پہنچنے دیتے اور وہ اس کو میرے پاس آنے کا مشورہ نہ دیتے تو یہ تمھارے لیے بہتر ہوتا۔'' لیکن ماعز رضی اللہ عنہ سزا بھگتنے پر مصر رہے، پھر انہیں ہڈیوں، مٹی کے ڈھیلوں اور ٹھیکروں وغیرہ سے مارا جانے لگا اور انھیں احساس ہوا کہ اس طرح ان کی سزا پوری نہیں ہو گی تو وہ دوڑ کر سخت اور بڑے بڑے پتھروں والے علاقے ''حرّے'' میں چلے گئے اور وہاں جا کر ''فَانْتَصَبَ لَنَا'' مارنے والوں کے سامنے جم کر کھڑے ہو گئے اور اس وقت تک پتھر کھاتے رہے ''حَتَّى سَكَتَ'' یہاں تک کہ بے جان ہو گئے۔ جب آپ ﷺ نے سنا کہ وہ جنازگاہ سے بھاگ کر ''حرہ'' پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''هَلَّا تَرَكْتُمُوهُ'' (تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا؟)[15]

اصلاحی صاحب نے پتہ نہیں کون سی روایات پڑھی ہیں جن کی وجہ سے وہ ماعز کے بارے میں اتنا غصے میں ہیں اور اس قدر اخلاق سے گرے الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

ذیل میں حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے متعلق بعض ایسی احادیث کے جملے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جن سے ان الزامات اور 'تیکھے سوالات' کی نوعیت معلوم کرنے میں مدد ملے گی:

1۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ جب حضرت ماعز بن مالک نبی ﷺ کے پاس آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''شاید تو نے بوسہ لیا ہو گا یا اشارہ کیا ہو گا یا نظر بازی کی ہو گی؟'' انہوں نے کہا: اللہ کے رسول! نہیں۔[16]

- حدیث سے معلوم ہو رہا ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ خود بارگاہِ رسالت میں آئے۔ جبکہ اصلاحی صاحب فرماتے ہیں کہ قانون کی گرفت میں آگیا۔

2۔ صحیح مسلم کی روایت میں ہے: ماعز بن مالک (اسلمی) رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! جاؤ، اللہ سے استغفار کرو اور اس کی بارگاہ میں توبہ کرو۔'' کہا: وہ لوٹ کر تھوڑی دور تک گئے، پھر واپس آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم پر افسوس! جاؤ، اللہ سے استغفار کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔'' کہا: وہ لوٹ کر تھوڑی دور تک گئے، پھر آئے اور کہنے لگے: اے اللہ کے رسول! مجھے پاک کیجیے۔ تو نبی ﷺ نے (پھر) اسی طرح فرمایا حتی کہ جب چوتھی بار (یہی بات) ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''میں تمہیں کس چیز سے پاک کروں؟'' انہوں نے کہا: زنا سے۔

---

(14) اصلاحی، امین احسن، تدبر قرآن، 5 : 392

(15) جامع الترمذي، أبواب الحدود عن رسول الله ﷺ، باب ما جاء في درء الحد...، رقم الحديث: 1428

(16) صحيح البخاري، كِتَابُ المُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الكُفْرِ وَالرِّدَّةِ (بَابٌ: هَلْ يَقُولُ الإِمَامُ لِلْمُقِرِّ: لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ، رقم الحديث: 6824

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

(صحیح مسلم:1695)

- اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انھیں چار بار واپس لوٹایا ہے۔ اور نبی کریم ﷺ انھیں تاویل کا پورا موقع دیا کہ وہ کسی طرح سزا سے بچ جائیں۔ اب بتایئے وہ کون سا فسادی ہے جسے یوں بار بار لوٹایا جائے۔

3۔ اسی طرح غامدیہ خاتون سے متعلق بھی حدیث کے الفاظ پڑھیے، جنھیں اصلاحی صاحب نے معاذ اللہ پیشہ کرنے والی بنا دیا ہے۔

غامد قبیلے کی عورت آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے اسے واپس بھیج دیا، جب اگلا دن ہوا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے واپس کیوں بھیجتے ہیں؟ شاید آپ مجھے بھی اسی طرح واپس بھیجنا چاہتے ہیں جیسے ماعز کو بھیجا تھا، اللہ کی قسم! میں حمل سے ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "اگر نہیں (مانتی ہو) تو جاؤ حتی کہ تم بچے کو جنم دے دو۔" کہا: جب اس نے اسے جنم دیا تو بچے کو ایک بوسیدہ کپڑے کے ٹکڑے میں لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا: یہ ہے، میں نے اس کو جنم دے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "جاؤ، اسے دودھ پلاؤ حتی کہ تم اس کا دودھ چھڑا دو۔" جب اس نے اس کا دودھ چھڑا دیا تو بچے کو لے کر آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا، اس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں نے اس کا دودھ چھڑا دیا ہے اور اس نے کھانا بھی کھا لیا ہے۔ (ابھی اس کی مدت رضاعت باقی تھی۔ ایک انصاری نے اس کی ذمہ داری اٹھالی) تو آپ ﷺ نے بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی (اس انصاری) کے حوالے کیا، پھر اس کے لیے (گڑھا کھودنے کا) حکم دیا تو سینے تک اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا تو انہوں نے اسے رجم کر دیا.....ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَدُفِنَتْ "پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا۔"(17)

اس حدیث میں کچھ چیزیں واضح طور پر اصلاحی صاحب کے موقف کو رد کر رہی ہیں:

- غامدیہ خاتون خود چل کر بارگاہ رسالت میں پیش ہوئیں۔ کسی پیشہ کا کسی حرابہ کا دور دور تک کوئی تذکرہ نہیں ہے۔
- اگر وہ پیشہ ور ہوتیں اور حرابہ کے تحت سزا دی جا رہی ہوتی تو انھیں بار بار واپس نہ لوٹایا جاتا۔ یہاں تک کہ ولادت کے بعد بھی سزا کو مؤخر کیا گیا۔
- حدیث کے آخری الفاظ بہت اہم ہیں: ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَصَلَّى عَلَيْهَا، وَدُفِنَتْ "پھر آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا۔" اگر آپ کہتے ہیں کہ ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا تھا تو ان کے بارے میں تو صراحت آگئی ہے کہ جنازہ پڑھا تھا۔

4۔ ابو داؤد کی حدیث میں ہے: ماعز بن مالک نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے چار بار اعتراف و اقرار کیا (کہ اس نے زنا کیا ہے) تو آپ ﷺ نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور ہزال اسلمی سے فرمایا: "اگر تو اس پر اپنے کپڑے سے پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔"

- اگر ماعز رضی اللہ عنہ فسادی و محاربی تھے تو نبی کریم ﷺ ان کے قبیلہ کے فرد ہزال اسلمی سے کیوں فرما رہے ہیں: "اگر تو اس پر اپنے کپڑے سے پردہ ڈال دیتا تو تیرے لیے بہتر ہوتا۔"

5۔ ابو داؤد کی ایک روایت میں ہے کہ ماعز بن مالک یتیم لڑکا تھا اور میرے والد کی سرپرستی میں تھا۔ پھر وہ قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھا۔ تو میرے والد نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جاؤ اور جو کچھ تم نے کیا ہے اس کی انہیں خبر دو، شاید وہ تیرے لیے استغفار کریں۔ اور اس سے ان کا مقصد صرف یہی امید تھی کہ اسے کوئی راہ مل جائے۔ چنانچہ وہ حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، لہٰذا اللہ کی کتاب کا حکم مجھ پر نافذ فرما دیجئیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ اس نے پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے، مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ فرما دیجئیے۔ آپ ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ تو اس نے (تیسری بار) پھر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے زنا کیا ہے۔ مجھ پر اللہ کی کتاب کا حکم نافذ کر دیجئیے۔ حتی کہ اس نے چار بار اس طرح کہا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "تو نے چار بار یہ بات کہی ہے، تو نے کس کے ساتھ کیا ہے؟" کہا: فلاں لڑکی کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تو اس کے ساتھ اکٹھے لیٹا ہے؟" کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تو اس کے ساتھ چمٹا ہے؟" کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: "تو نے اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟" کہا: ہاں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اس کو سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ اس کو حرہ کی طرف لے جایا گیا۔ جب اسے پتھر مارے گئے اور اس نے پتھروں کی چوٹ محسوس کی تو برداشت نہ کر پایا اور بھاگ کھڑا ہوا۔ تو سیدنا عبد اللہ بن انیس نے اس کو پالیا، جبکہ

(17) صحيح مسلم، كِتَابُ الْحُدُودِ (بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى)، رقم الحديث: 1695.1

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

دیگر ساتھی تھک گئے تھے۔ تو عبد اللہ نے اس کو اونٹ کا پایا نکال مارا اور اسے قتل کر دیا، پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آ کر یہ سب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اس کو چھوڑ کیوں نہ دیا، شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ اس کی توبہ قبول فرما لیتا۔"(18)

اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ

- ماعز یتیم لڑکا تھا۔ کسی جتھے، کسی گروہ کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔
- واضح طور پہ حدیث میں موجود ہے کہ وہ قبیلے کی ایک لڑکی سے زنا کر بیٹھے۔ ایک سے زیادہ خواتین سے زنا یا عادی مجرم ہونے کا سرے سے کوئی پتہ نہیں چلتا۔ اور نبی کریم ﷺ نے جب تفصیل پوچھی تو لڑکی سے متعلق بتایا بھی کہ فلاں لڑکی کے ساتھ بد فعلی کی ہے۔
- نبی کریم ﷺ نے چار بار اقرار بھی کروایا اور مختلف سوالات سے فعل کی مکمل صراحت بھی کروائی، تاکہ اگر تاویل ممکن ہو تو وہ سزا سے بچ جائے۔

6۔ سیدنا ابن عباسؓ سے روایت ہے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ماعز بن مالک سے کہا: "کیا جو بات مجھے تیرے متعلق پہنچی ہے وہ حق ہے؟" بولا کہ آپ ﷺ کو میرے متعلق کیا خبر پہنچی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم بنو فلاں کی لڑکی کے ساتھ زنا کر بیٹھے ہو؟" کہا کہ ہاں، چنانچہ اس نے چار گواہیاں دیں۔ پھر آپ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔(19)

- اس حدیث سے بھی واضح طور پہ معلوم ہو رہا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے لڑکی کا متعین طور پہ تذکرہ کیا ہے۔ اگر وہ عادی مجرم ہوتے تو ایک لڑکی کے بجائے متعدد افراد کا تذکرہ ہوتا۔

7۔ سیدنا ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ (ماعز اسلمی) اسلمی، اللہ کے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے متعلق گواہی دی کہ وہ ایک عورت کے ساتھ زنا کر بیٹھا یہ گواہی اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ دی۔ ہر بار نبی کریم ﷺ اس سے اپنا منہ پھیر لیتے تھے۔ پھر وہ پانچویں بار سامنے ہوا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تو نے فی الواقع اس کے ساتھ جماع کیا ہے؟" اس نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے کہا: "حتیٰ کہ تیرا ذکر اس کی فرج میں غائب ہو گیا تھا؟" اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے کہا: "کیا بھلا جس طرح سلائی سرمے دانی میں غائب ہو جاتی ہے اور ڈول کی رسی کنویں میں چلی جاتی ہے۔" اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے پھر پوچھا: "کیا بھلا جانتے بھی ہو کہ زنا کیا ہوتا ہے؟" اس نے کہا: ہاں، میں اس سے حرام کام کر بیٹھا ہوں جیسے کہ شوہر اپنی بیوی سے حلال کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "تو اپنی اس بات سے کیا چاہتا ہے؟" اس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے پاک کر دیں۔ تب آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے رجم کیا گیا۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو سنا کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا تھا: اس کو دیکھو کہ اللہ نے اس پر پردہ ڈالا تھا، مگر اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا حتیٰ کہ پتھروں سے مارا گیا جیسے کہ کتے کو مارا جاتا ہے، تو آپ ان سے خاموش رہے۔ پھر آپ کچھ دیر چلتے رہے حتیٰ کہ ایک مردہ گدھے کے پاس سے گزرے جس کی ٹانگیں اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "فلاں اور فلاں کہاں ہیں؟" انہوں نے کہا: ہم یہ رہے، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: "اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔" انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! بھلا یہ بھی کوئی کھاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ابھی جو تم نے اپنے بھائی کی عزت پامال کی ہے، وہ اس کے کھانے سے بدتر ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے وہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہا ہے۔"(20)

- اس حدیث پاک میں نبی کریم ﷺ دو صحابہ کو ماعز رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی بھی بات کہنے سے سختی سے منع فرمایا اور ان کے بارے میں خبر دی کہ وہ اس وقت جنت کی نہروں میں غوطے کھا رہے ہیں۔ یہیں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اصلاحی صاحب کو ان سے متعلق بہت محتاط الفاظ استعمال کرنے چاہیے تھے۔ چلیے اس حوالے سے اگر ان سے سہو ہوا ہے تو ان کے پیش رووں کو ہی اپنی زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے۔

8۔ جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ماعز بن مالک کا منہ سونگھا تھا (کہ کہیں شراب نہ پی رکھی ہو)۔

- نبی کریم ﷺ نے ماعز رضی اللہ عنہ کا منہ اسی لیے سونگھا تھا کہ وہ اقرار نشہ کی حالت میں نہ کر رہے ہوں۔ اگر وہ فسادی تھے تو ان سے اقرار کروانے کی کوئی وجہ ہی باقی نہیں رہتی۔

---

(18) سنن أبي داود، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، رقم الحديث: 4419

(19) سنن أبي داود، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، رقم الحديث: 4445

(20) سنن أبي داود، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، رقم الحديث: 4448

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

ماعز رضی اللہ عنہ سے متعلق انتہائی غیر محتاط زبان استعمال کرتے ہوئے اصلاحی صاحب نے سنن ابی داؤد کی ان دو روایات کا سہارا لیا ہے:

9۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ماعز رضی اللہ عنہ کو لے کر نکلے اور اسے پتھر مارے اور اسے پتھروں کی چوٹ پڑی تو وہ چیخ اٹھا: اے قوم! مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لے چلو، میری قوم نے مجھے مرواڈالا ہے، انہوں نے مجھے میری جان کے متعلق دھوکا دیا ہے، انہوں نے مجھ سے کہا: تھا کہ رسول اللہ ﷺ تجھے قتل نہیں کریں گے۔ مگر ہم اس سے پیچھے نہ ہٹے حتیٰ کہ اسے مار ڈالا۔ پھر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور آپ ﷺ کو اس کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا اور اسے میرے پاس کیوں نہ لے آئے۔" (غرض یہ تھی کہ) اللہ کے رسول اس کو ثابت قدم رہنے کا کہتے۔ (یعنی دنیا کا عذاب، آخرت کے مقابلے میں ہلکا اور آسان ہے)۔ لیکن یہ مفہوم ہو کہ آپ ﷺ نے حد چھوڑ دینے کی غرض سے یہ کہا ہو، ایسے نہیں ہے، چنانچہ تب میں (حسن بن محمد) حدیث کا مطلب سمجھ سکا۔[21]

اس حدیث کی شرح میں شارحین نے لکھا ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ کے زنا سے متعلق نبی کریم ﷺ کو اطلاع ہو گئی تھی۔ جب ماعز رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی کہ نبی کریم ﷺ تک یہ بات پہنچ چکی ہے تو وہ بے حد پریشان رہنے لگ گئے تھے۔ انھیں کسی طور چین نہیں آتا تھا۔ ایسی حالت ان پر طاری تھی کہ جس میں بسا اوقات ایک انسان خود کو نقصان پہچانے یا خودکشی کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے تو ان کی قوم کے کچھ لوگوں نے انھیں مشورہ دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے رجوع کریں۔ شاید نبی کریم ﷺ کے استغفار کے ذریعے کوئی سبیل نکل آئے یا پھر ان پر حد قائم ہو اور اس ذہنی کرب سے وہ چھٹکارا پا جائیں جس کا وہ شکار ہیں۔ اسی لیے وہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں آئے۔ پھر جب انھیں سزا کے لیے لے جایا گیا اور انھیں پتھر پڑے تو ان کے منہ سے نکلا: میری قوم نے مجھے مرواڈالا ہے، انہوں نے مجھے میری جان کے متعلق دھوکا دیا ہے۔

اصلاحی صاحب نے انھی الفاظ کی بنیاد پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ عادی مجرم تھے اور رجم سے بچنا چاہتے تھے۔ اسی لیے پتھر پڑنے پر یہ الفاظ بولے۔ حالانکہ قابل غور بات یہ ہے کہ یہ جملہ کوئی سوچا سمجھا نہیں بلکہ انتہائی کرب اور تکلیف کے وقت کا جذباتی جملہ ہے۔ جس وقت وہ درد کی شدت کو برداشت نہیں کر پا رہے تھے۔ اپنے پورے ہوش و حواس میں بار دگر انھوں نے جو اپنے جرم کا اقرار کیا اور اپنے آپ کو سزا کے لیے پیش کیا جس کا تذکرہ درجنوں احادیث میں موجود ہے، اصلاحی صاحب نے اسے کیوں نظر انداز کر دیا۔

انھوں نے ایک دفعہ نہیں چار دفعہ جرم کا اقرار کیا۔

نبی کریم ﷺ نے متعدد سوالات کر کے اسے شک کا فائدہ دینا چاہا۔

نبی کریم ﷺ نے انھیں واپس لوٹایا لیکن وہ اس سزا کے لیے مصر رہے۔

دم توڑتے شخص کے ایک جملے کو لے کر بقیہ درجنوں پہلوؤں سے صرف نظر کرنا ہرگز ہرگز قرین انصاف نہیں ہے۔

اسی طرح اصلاحی صاحب نے ایک اور حدیث کے ایک جملے سے انھیں عادی مجرم اور حرابہ کی سزا کا مستحق قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق جب ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کر دیا گیا تو آپ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: "خبردار! ہم جب اللہ عزوجل کی راہ (جہاد) میں نکلتے ہیں تو کوئی ان میں پیچھے رہ جاتا ہے، ایسے آواز نکالتا ہے جیسے کہ بکرا نکالتا ہے، پھر کسی عورت کو تھوڑی سی کوئی چیز دے دیتا ہے، خبردار! اگر اللہ نے مجھ کو ان میں سے کسی پر قدرت دی تو میں اسے نشان عبرت بنا دوں گا۔"[22]

اصلاحی صاحب نبی کریم ﷺ کی اس تقریر سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ ماعز رضی اللہ عنہ کا جرم کوئی وقتی لغزش نہ تھی بلکہ یہ مسلسل شہوانی کی تصویر ہے جو فسادِ اخلاق، بدقماشی اور معاشرتی خطرے کی صورت اختیار کر چکا تھا۔

اس حدیث اور تقریر کے الفاظ سے کسی ایک بھی معتبر شارح نے یہ مفہوم نہیں لیا کہ وہ عادی مجرم تھے۔ ظاہر ہے کہ ماعز رضی اللہ عنہ سے جو کام سرزد ہوا وہ غلط تھا اور قابل گردن زدنی تھا، کوئی قابل تعریف کام نہیں تھا۔ اور حدود کے نفاذ کا بنیادی مقصد ہی دوسروں کو تنبیہ کرنا ہے۔ اور ان کے رجم کے بعد اس تنبیہ کی ضرورت تھی جس کا اظہار نبی کریم ﷺ نے اپنی تقریر میں فرمایا۔ ظاہر ہے کہ ایک امام اور قاضی کو حد کے نفاذ کے بعد اسی طرح کا رویہ اختیار کرنا چاہیے جس سے اس طرح کے عمل سے نفرت اور دوری کا پہلو نکلتا ہو۔ ایسی ہستیوں کو جنھوں نے خود کو پاک کروانے کے لیے موت کو گلے لگا لیا ان کے بارے میں اپنی مرضی کا موقف نکالنے کے لے اس طرح

---

(21) سنن أبي داود، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، رقم الحديث: 4440

(22) سنن أبي داود، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ رَجْمِ مَاعِزِ بْنِ مَالِكٍ، رقم الحديث: 4442

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

قبیح الزامات کسی بھی پہلو سے تائید نہیں ہوتی۔ اگر آپ اپنی پسند کی حادیث سے من چاہے جملے اچک کر انھیں معاذاللہ حربی بنا کے پیش کریں گے تو ان جیسی احادیث کا کیا کریں گے:

سیدنا جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ بدکاری کی تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے حد کے کوڑے مارے گئے۔ پھر بتایا گیا کہ وہ شادی شدہ ہے تو آپ ﷺ نے حکم دیا تو اسے سنگسار کیا گیا۔ امام ابو داؤدؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو محمد بن بکر برسانی نے ابن جریج سے سیدنا جابرؓ پر موقوف روایت کیا ہے۔ اور ابو عاصم نے ابن جریج سے، ابن وہب کی مانند روایت کیا اور اس نے نبی کریم ﷺ کا ذکر نہیں کیا۔ کہا کہ ایک آدمی نے زنا کیا تو اس کے شادی شدہ ہونے کا معلوم نہ ہوا تو اس کو کوڑے مارے گئے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ شادی شدہ ہے تو رجم کیا گیا۔

- اگر رجم کی سزا محض شادی شدہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہے تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟ راوی کہہ رہے ہیں کہ جب ایک شخص کی شادی کے بارے میں علم نہیں تھا تو اسے کوڑے مارے گئے اور جب شادی کا معلوم ہوا تو اسے رجم کیا گیا۔

سورۃ نور کی آیت جلد کے تحت کنوارے زانی وزانیہ کو سو کوڑے اور سنت میں نبی کریم ﷺ کے عمل کے تحت شادی شدہ زانی وزانیہ کو سنگسار کیا جائے گا۔ اس ضمن میں ایک حدیث ملاحظہ کیجئے جو اس حوالہ سے فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے:

ابو ہریرہ، زید بن خالد اور شبل رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے، اسی دوران آپ کے پاس جھگڑتے ہوئے دو آدمی آئے، ان میں سے ایک کھڑا ہوا اور بولا: اللہ کے رسول! میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! آپ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے (یہ سن کر) مدعی علیہ نے کہا اور وہ اس سے زیادہ سمجھدار تھا، ہاں، اللہ کے رسول! ہمارے درمیان آپ کتاب اللہ کے موافق فیصلہ کیجئے، اور مجھے مدعا بیان کرنے کی اجازت دیجئیے، (چنانچہ اس نے بیان کیا) میرا لڑکا اس کے پاس مزدور تھا، چنانچہ وہ اس کی بیوی کے ساتھ زنا کر بیٹھا، لوگوں (یعنی بعض علماء) نے مجھے بتایا کہ میرے بیٹے پر رجم واجب ہے، لہٰذا میں نے اس کی طرف سے سو بکری اور ایک خادم فدیہ میں دے دی، پھر میری ملاقات کچھ اہل علم سے ہوئی تو ان لوگوں نے کہا: میرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی واجب ہے، اور اس کی بیوی پر رجم واجب ہے، (یہ سن کر) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں تمہارے درمیان کتاب اللہ کے موافق ہی فیصلہ کروں گا، سو بکری اور خادم تمہیں واپس مل جائیں گے، (اور) تمہارے بیٹے کو سو کوڑے لگیں گے اور ایک سال کے لیے اسے شہر بدر کیا جائے گا، انیس! تم اس کی بیوی کے پاس جاؤ، اگر وہ زنا کا اعتراف کر لے تو اسے رجم کر دو"، چنانچہ انیس اس کے گھر گئے، اس نے اقبال جرم کر لیا، لہٰذا انہوں نے اسے رجم کر دیا۔[23]

جناب ماعز رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ اور ان کے لیے استغفار

اصلاحی صاحب کے نزدیک ماعز رضی اللہ عنہ کے عادی مجرم ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی اور ان کے لیے استغفار بھی نہیں کیا گیا۔

جہاں تک جنازہ کی بات ہے تو نبی کریم ﷺ کے ماعز کا جنازہ پڑھنے اور نہ پڑھنے دونوں طرح کی روایات موجود ہیں۔ سنن ابو داؤد میں جنازہ نہ پڑھنے کی روایت موجود ہے تو صحیح بخاری میں ان کا جنازہ پڑھنے کی روایت موجود ہے:

قبیلہ اسلم کا ایک آدمی نبی ﷺ کے پاس آیا اور زنا کا اقرار کیا۔ نبی ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار بار گواہی دی تو نبی ﷺ نے اس سے پوچھا: "کیا تو دیوانہ ہو گیا ہے۔" اس نے کہا: نہیں۔ "آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو شادی شدہ ہے؟" اس نے کہا: جی ہاں۔ پھر آپ نے اس کے متعلق حکم دیا تو اسے عیدہ گاہ میں سنگسار کر دیا گیا۔ جب اس پر پتھر پڑے تو بھاگ نکلا لیکن اسے پکڑ لیا گیا اور رجم کیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گیا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا وَصَلَّى عَلَيْهِ لَمْ يَقُلْ يُونُسُ وَابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ فَصَلَّى عَلَيْهِ سُئِلَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ فَصَلَّى عَلَيْهِ يَصِحُّ قَالَ رَوَاهُ مَعْمَرٌ قِيلَ لَهُ رَوَاهُ غَيْرُ مَعْمَرٍ قَالَ لَا.[24]

---

(23) جامع الترمذي، أَبْوَابُ الْحُدُودِ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، بَابُ مَا جَاءَ فِي الرَّجْمِ عَلَى الثَّيِّبِ، رقم الحديث: 1433

(24) صحيح البخاري، كِتَابُ الْمُحَارِبِينَ مِنْ أَهْلِ الكُفْرِ وَالرِّدَّةِ، بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى، رقم الحديث: 6820

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.04 No.01 (2026)

نبی ﷺ نے اس کے متعلق کلمہ خیر کیا اور اس کا جنازہ بھی پڑھا۔ یونس اور ابن جریج نے امام زہری سے نماز جنازہ پڑھنے کے الفاظ بیان نہیں کیے۔ ابو عبد اللہ (امام بخاریؒ) سے پوچھا گیا کہ نماز جنازہ پڑھنے کے الفاظ ثابت ہیں یا نہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: معمر نے انہیں بیان کیا ہے پھر ان سے پوچھا گیا: معمر کے علاوہ کسی دوسرے راوی نے بھی ان الفاظ کو بیان کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

یہاں پہ معمر رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے جنازہ پڑھنے کے الفاظ ثابت ہیں۔ واضح رہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے معمر بن راشد کی روایت یقین و وثوق کے ساتھ بیان کی ہے کیونکہ حضرت معمر رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے فقیہ، متقی اور قابل اعتماد ہیں۔ ایسے شخص کا اضافہ قابل قبول ہوتا ہے۔

حجۃ الاسلام حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ماعز رضی اللہ عنہ نماز جنازہ پڑھنے والی روایت کو ترجیح دی ہے۔

بعض روایات کی رو سے رسول اللہ ﷺ نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنازہ نہیں پڑھا مگر غامدیہ کا جنازہ پڑھا تھا۔ اور یہ دونوں ہی حد زنا میں رجم کئے گئے تھے۔ اس قسم کے مسئلے میں امام حسب مصلحت کسی بھی صورت پر عمل کر سکتا ہے۔ جبکہ عام مسلمانوں کو ان کا جنازہ پڑھنا چاہیے۔ علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھے جانے کی روایت کو راجح قرار دیتے ہیں۔[25]

ماعز رضی اللہ عنہ کے لیے ترک استغفار کے بارے میں اصلاحی صاحب لکھتے ہیں:

"تیسرے یہ کہ نبی ﷺ نے اس کی مغفرت کے لیے دعا کی نہ اس کا جنازہ پڑھا، جو اس بات کی شہادت ہے کہ اس کو کٹر منافق قرار دیا گیا۔"

جس روایت سے اصلاحی صاحب استدلال کر رہے ہیں کہ ان کے لیے مغفرت کی دعا نہیں کی اسی روایت کے اگلے الفاظ یہ ہیں کہ "وَلَا سَبَّه" "اس کے بارے میں برے الفاظ نہ کہے۔"[26]

اگر وہ اتنے ہی بڑے مجرم اور اصلاحی صاحب کے الفاظ میں 'پکے منافق' تھے تو پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے متعلق یہ کیوں فرمایا:

"لَقَدْ تَابَ تَوْبَةً لَوْ قُسِمَتْ بَيْنَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتْهُمْ"[27]

" اس نے ایسی توبہ کی ہے کہ اگر اہل مدینہ میں تقسیم کی جائے تو سب کے لیے کافی ہو۔"

اب سوال یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے لیے اس وقت استغفار کیوں نہ کیا؟

اس کی وجہ شارحین نے یہ بتائی ہے کہ حد نافذ ہونے کے فوراً بعد عبرت کا پہلو غالب رہے۔ اگر فوراً استغفار ہوتی تو ممکن ہے لوگ زنا اور حد کے معاملہ کو ہلکا لیتے۔ لہٰذا یہ ایک وقتی حکمت تھی۔ اور اس کی شاہد وہ تمام احادیث بھی ہیں جن میں ان کی توبہ کو بہت پسند کیا گیا ہے۔

رجم: کچھ عقلی سوالات

ذہن میں سوال ابھرتا ہے کہ کیا شادی شدہ اور غیر شادی شدہ کی سزا میں سرے سے کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے؟ جبکہ ایک کے پاس فطری ضروریات کی تکمیل کے لیے ذریعہ موجود ہے جبکہ دوسرے کے پاس ایسا جائز ذریعہ موجود نہیں ہے۔

سورۃ نور کے نزول کے بعد بھی صحابہ و تابعین اور فقہاء محصن اور غیر محصن کی سزا میں کیوں فرق کرتے رہے؟

کیا اسلامی تاریخ میں کوئی ایک ایسی مثال ملتی ہے کہ کسی فرد کو رجم کیا گیا ہو اور وہ غیر شادی شدہ ہو؟

کیا کوئی ایک ایسی مثال ملتی ہے کہ شادی شدہ زانی کو سو کوڑوں کی سزا دی گئی ہو؟

کیا کوئی ایک مثال پیش کی جا سکتی ہے کہ آیت حرابہ کے تحت زانی مرد یا عورت کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت سے کاٹ دیئے گئے ہوں؟

کیا آیت محاربہ کے لفظ "أن يُقَتَّلُوا" سے فراہی گروہ سے پہلے کسی نے رجم کا اثبات کیا ہے؟ یعنی "تقتیل" کا مفہوم رجم بھی ہو سکتا ہے؟

تقتیل کے مفہوم میں جاہلی ادب، میں جو قرآن فہمی میں ان کے نزدیک ماخذ اول ہے، کسی نے رجم مراد لیا ہے؟ کسی عربی لغت میں اس کا یہ مفہوم لیا گیا ہے؟

---

(25) الشوكاني، محمد بن علي، نيل الأوطار، (مصر: دار الحديث، 1993ء)، 4 : 59

(26) صحيح مسلم، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى، رقم الحديث: 1694

(27) صحيح مسلم، كِتَابُ الْحُدُودِ، بَابُ مَنِ اعْتَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ بِالزِّنَى، رقم الحديث: 1695